کرامت ووسلیہ کاثبوت

مصنف

فیضِ ملت، اُستاذ العرب والعجم، شمس المصنفین،

مُفسرِ اعظم پاکستان

حضرت علامہ ابوالصالح

مفتی محمد فیض احمد اُویسی رضوی مدظلہ العالی

کرامت و وسیلہ کا ثبوت

تصنیف: فیض ملت، آفتاب اہلسنت، امام المناظرین،

حضرت علامہ الحافظ مفتی محمد فیض احمد اُویسی رضوی مدظلہ العالیٰ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

حضرت خواجہ محمد عبداللہ جان دامت برکاتہم العالیہ کی طرف سے "تذکرہ نقشبندیہ خیریہ" کتاب تشریف لائی اور ساتھ ہی ارشادگرامی تھا کہ اس پر کچھ لکھ کر بھیجوں۔ نا معلوم فقیر کو اسکا حکم کیوں؟ جب کہ کتاب کے مؤلف محترم صاحب قلم علامہ قصوری اوراس پر تقاریظ وتحاریر ایسی شخصیات کی جن کے سامنے فقیر کی کیا حیثیت۔ لیکن حکم کی تعمیل میں اثبات کرامات کے متعلق کچھ لکھ دیا۔ کیونکہ اس کی صوری ومعنوی کے حسن وجمال کے ساتھ یہ مضمون بالاستقلال کتاب کی زینت نہیں بن سکا۔ ممکن ہے یہ فقیر کے حصہ میں تھا۔ جو عرض کر رہا ہے.........

گر قبول افتد زہے عزو شرف

تمہید

کرامات اولیاء کا انکار دراصل ولایت کا انکار ہے اور ولایت کا انکار گمراہی ہے اور دور حاضرہ مادیات کی زد میں ہے اسی لئے مادہ پرستوں کو ممکن ہے کرامات کے باب سے دلچسپی نہ ہو لیکن روحانیات کے دلدادگان کے لئے تو ایمان کو لذت تب محسوس ہوتی ہے۔ جب محبوبانِ خدا کے کمالات وکرامات کا بیان کانوں میں گونجتا ہے اور کرامات کے دلائل ومسائل قرآن وحدیث کا ایک واضح باب ہے۔ کتاب اور سنت اولیاء اللہ کے ہاتھ کرامات سے اور خلافِ عادت افعال کے درست ہونے پر ناطق ہیں۔ ان کا انکار حقیقت میں نصوص کا انکار ہے۔

آیات قرآن

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

(۱) كلما دخل عليها ذكريا المحراب وجد عند ها رزقاً قال يا مريمُ انى لك هٰذا قالت هُومن عند اللّٰہ۔

حضرت ذکریا علیہ السلام آپ کے پاس جب آتے تو موسم گرما میں سردیوں کے پھل اور موسم سرما میں گرمیوں کے پھل آپ کے پاس موجود پاتے ۔ یہ دیکھ کر حضرت ذکریا علیہ السلام نے فرمایا یہ پھل تمہارے پاس کہاں سے آئے ۔ تو حضرت مریم نے کہا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں ۔

فائدہ: بے موسم میوہ بی بی مریم کو حاصل ہونا یہ انکی ایک کرامت ہے اور یہ ظاہر ہے بی بی مریم اللہ تعالیٰ کی ولیہ تھیں ۔

(۲) قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے حضرت آصف بن برخیاؒ کی کرامت بیان فرمائی ہے کہ جب حضرت سلیمان علیہ السلام کو ضرورت ہوئی کہ بلقیس کا تخت ان کے یہاں پہنچنے سے پہلے موجود ہو ۔ تو اس وقت اللہ نے اپنے ولی آصف بن برخیاؒ کا شرف اور انکی کرامت کا لوگوں پر اظہار فرمایا اور بتایا کہ اولیاء اللہ کی کرامت حق ہے قرآن میں ہے:

قال یاایھاالملاء ایکم یأ تینی بعر شھا اقبل ان یأ تونی مسلمین

حضرت سلیمان نے کہا کہ کوئی ہے جو بلقیس کے یہاں پہنچنے سے پہلے اس کا تخت یہاں لا سکے ۔

قال عفر یتٌ من الجن انا اٰتیک بہ قبل ان تقوم من مقامک ۔

دیو نے کہا اس کو میں اس سے پہلے لا سکتا ہوں کہ آپ اپنے مقام سے اٹھیں ۔ تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا میں تو اس سے زیادہ جلدی چاہتا ہوں ۔ حضرت آصف بن برخیاؒ نے کہا **انا آتیک بہٖ قبل ان یر تد الیک طرفک** میں آپکی خدمت میں پلک جھپکنے سے پہلے لا سکتا ہوں ۔

حضرت سلیمان علیہ السلام یہ سن کر ناراض نہ ہوئے نہ ہی آپ علیہ السلام نے اسکو محال سمجھا گو کہ یہ کسی صورت میں معجزہ نہ تھا کیونکہ آصف بن برخیاؒ پیغمبر نہ تھے ۔ اس لئے یہ لازمی کرامت ہے ۔

(۳) اصحاب کہف کا قصہ، ان کے کتے کا ان سے کلام کرنا اور پھر غار میں تین سو سال تک ان کا سوتے رہنا اور اسی غار میں ان کا کروٹیں بدلنا یہ تمام کرامات تو ہیں ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ونقلبھم ذات الیمین وذات الشمال وکلبُھُم باسط ذراعیہ بالوصید

ہم نے انکی دائیں بائیں کروٹیں بدلیں اور کتا ان کا ہاتھ پھیلائے بیٹھا رہا ۔

فائدہ: مذکورہ افعال عادت کے خلاف ہیں مگر معجزہ نہیں ہیں بلکہ کرامات ہیں یہی ہمارا مدعا ہے ۔ قرآن مجید میں درجنوں کرامات کا ذکر ہے ۔

اختصار کی وجہ سے ہم انہی تین آیات پر اکتفا کرتے ہیں اور احادیث پاک میں تو بیشمار کرامات کا بیان ہے ۔ چند

احادیث مبارکہ یہاں عرض کردوں۔

احادیث مبارکہ

(۱) ایک دن صحابہ کرام نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ ہم کو کچھ گذشتہ امتوں کے عجیب واقعات بیان فرمائیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا زمانہ گذشتہ کی بات ہے کہ تین شخص کسی جگہ جارہے تھے جب رات ہوگئی تو انہوں نے کسی غار میں رات بسر کرنے کا فیصلہ کیا اور غار کے اندر سو گئے۔ جب رات کا کچھ حصہ گذر گیا تو اتفاقیہ پہاڑ کا ایک بھاری پتھر گرا اور اس نے غار کا منہ بند کردیا۔ اب وہ لوگ بہت پریشان ہوئے اور اپنے اعمال جو انہوں نے بے ریا کئے تھے بارگاہ الٰہی میں پیش کئے چنانچہ ان میں سے ایک شخص نے اپنے ماں باپ سے جو سلوک کیا تھا خدا کے دربار میں پیش کیا اور کہا کہ یا اللہ اگر میں اس امر میں سچا ہوں تو مدد فرما اُسی وقت پتھر میں شگاف ہوگیا۔ تو پھر دوسرے شخص نے جو اپنے چچا کی لڑکی پر فریفتہ ہوگیا تھا۔ موقعہ پاکر خلوت میں اس کے پاس گیا خدا سے بیحد خوفزدہ ہوا۔ یہ واسطہ خدا کی درگاہ میں پیش کیا تو وہ پتھر ہلا اُس میں زیادہ سوراخ ہوگیا۔ تیسرے نے اپنے مزدور کا واقعہ بیان کیا اور کہا کہ یا اللہ اگر یہ کام میں نے تیری رضا کے لئے کیا ہے تو ہماری مدد فرما۔ وہ پتھر غار کے منہ سے ہٹ گیا اور تینوں شخص غار سے باہر آگئے۔ (بخاری)

فائدہ: یہ فعل بھی خلاف عادت تھے۔ اسی کو ہم کرامات کہتے ہیں۔

(۲) حضور (ﷺ) نے علا بن الحضرمی رضی اللہ عنہ کو ایک جنگ پر بھیجا وہ دریا پر پہنچے دریا کا پانی سامنے آیا۔ دریا کو عبور کرنے کے لئے آپ رضی اللہ عنہ نے پانی پر قدم رکھا تو پانی مانند شیشہ کے ہوگیا۔ آپ رضی اللہ عنہ اور آپ رضی اللہ عنہ کے تمام ہمراہی بغیر پاؤں تر ہوئے دریا پار ہوگئے۔

(۳) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق مشہور ہے کہ وہ سفر میں جارہے تھے تو آپ رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ راستہ میں ایک گروہ کھڑا ہے اور ان کا راستہ شیر نے روک رکھا ہے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے شیر کو مخاطب کرکے فرمایا۔ اے کتے اگر تو خدا کی طرف سے کھڑا ہے تو بلاشک کھڑا رہ۔ ورنہ ہمیں راستہ دیدے۔ چنانچہ شیر وہاں سے اٹھا اور اس نے آپ رضی اللہ عنہ کے قدم چومے اور چلا گیا۔

(۴) حضرت ابودرداء اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہما بیٹھے تھے اور کھانا کھارہے تھے۔ مگر پیالہ جو رکھا تھا وہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح پڑھ رہا تھا۔

(۵) بخاری باب قصۂ جریج میں ایک واقعہ مذکور ہے جس کا خلاصہ یہ ہے بنی اسرائیل میں جریج نامی ایک زاہد بہت ہی

عبادت گذار تھا۔ ایک زانی اور بدکردار عورت نے اس پر یہ تہمت لگائی کہ میں اس سے حاملہ ہوں۔ لوگوں نے یہ سنا تو جریج کا صومعہ ویران کر ڈالا اور اسے بہت اذیت دی۔ جب اس فاحشہ عورت کا بچہ پیدا ہوا تو لوگ جریج کو بچے اور عورت سمیت بادشاہ وقت کے پاس لے گئے جریج نے نورائیدہ بچے کو مخاطب کرکے کہا۔ اے لڑکے تیرا باپ کون ہے؟" اس نے جواب دیا" اے جریج میری ماں تجھ پر بہتان لگاتی ہے میرا باپ تو ایک چرواہا ہے۔ یہ واقعہ جریج کی کرامت پر دلالت کرتا ہے۔

(۶) مروی ہے کہ حضرت سعید بن حضیر اور حضرت عتاب بن بشیر ایک اندھیری رات میں آنحضرت ﷺ کے پاس سے واپس آرہے تھے ان میں سے ایک کے عصا کا سر چراغ کی مانند روشنی کرتا ہوا آرہا تھا۔ (مشکوٰۃ)

(۷) حضرت برا ابن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص (نوافل میں) سورہ کہف پڑھ رہا تھا اور اس کے پاس اس کا گھوڑا دو رسیوں سے بندھا ہوا تھا اور اس گھوڑے پر ایک ابر چھا گیا اور گھوڑے سے قریب ہوا اور گھوڑے نے اس کو دیکھ کر اچھلنا کودنا شروع کیا۔ جب صبح ہوئی تو وہ شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ سے یہ چیز بیان کی۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا یہ سکینت تھی جو قرآن (پڑھنے) کی وجہ سے نازل ہوئی تھی۔ (مسلم)

فائدہ : انکے علاوہ بے شمار روایات احادیث صحیح کتب احادیث میں موجود ہیں۔ حق کے متلاشی کے لئے اتنا کافی ہے

بحث الوسیلہ

ایسے صاحبانِ کرامات حضرات کو ہم مسلمان بارگاہ ایزدی میں وسیلہ بناتے ہیں۔ اسے مادہ پرست نہ مانتے تو حرج نہ تھا لیکن افسوس ہے ان دین کے مُدعیوں کا جو نہ صرف اسلام کا دم بھرتے ہیں بلکہ دین کو اپنا اوڑھنا بچھونا گردانتے ہیں لیکن مسئلہ وسیلہ میں اتنا تشدد کہ اسے شرک کے کھاتہ میں ڈال دیتے ہیں۔ فقیر اس مسئلہ پر بھی مختصر عرض کردے۔

آیات قرآن

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ترجمہ: اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور اسکی طرف وسیلہ ڈھونڈھو۔ (کنز الایمان)

فائدہ: آیتِ ھٰذا میں وسیلہ سے مراد محبوبانِ خدا ہیں۔ جن لوگوں نے اسکا انکار کرکے صرف اعمال صالحہ مراد لئے ہیں ان کے رد میں شاہ عبدالرحیم محدث دہلوی قدس سرہ کا قول کافی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت سے استدلال کیا اور فرمایا کہ یہ ممکن نہیں کہ وسیلہ سے ایمان مراد لیا جائے اس لئے کہ خطاب اہلِ ایمان سے ہے۔ چنانچہ یا **ایھا الذین آمنو** اس پر دلالت کرتا ہے اور عمل صالح بھی مراد نہیں ہوسکتا کہ وہ تقویٰ میں داخل ہے اس واسطے کہ تقویٰ عبارت ہے امتثالِ اوامر و اجتناب

نواہی سے اس واسطے کہ قاعدہ عطف کا مغائرت بین المعطوف والمعطوف علیہ کا مقتضی ہے اور اسی طرح جہاد بھی مراد نہیں ہوسکتا کہ وہ تقویٰ میں داخل ہے۔(حاشیہ "القول الجمیل" از شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی)

(۲)وکانو من قبل یستفتحون علی الذین.........یعنی حضور ﷺ کے رونق افراد ہونے سے پہلے یہودی حضور ﷺ کے نام مبارک لیا کرتے تھے اور حضور ﷺ کے نام مبارک کی برکت سے اللہ تعالیٰ انہیں ان کی مہمات میں کامیاب اور اعداء پر مظفر ومنصور فرماتا تھا۔

چنانچہ خازن میں ہے: وکانو یعنی الیھودُ(من قبل)ای قبل مبعث النبی ﷺ (یستفتحون)ای یستنصرون بہ (علی الذین کفروا)یعنی مشر کی العر ب وذالك انھم کانوا اذا احز نھم امرود ھمھم عدوّیقولون......... (جلداول)یعنی یہود حضور پرنور سید عالم ﷺ کے بعثت مبارک سے پہلے برکت اور آپ ﷺ کے وسیلہ سے کفار یعنی مشرکین عرب پر فتح ونصرت مانگتے تھے۔جب انہیں مشکل پیش آتی یا غنیم چڑھائی کرتا تو یہ دعا کرتے یارب ہماری مدد فرما۔اس نبی کا صدقہ جو آخر زمانہ میں مبعوث ہوں گے جن کے صفات ہم تورات میں پاتے ہیں یہ دعا مانگتے تھے اور کامیاب ہوتے تھے۔(وکذافی المدارك وروح البیان وغیرھا من التفاسیر)اور شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر فتح العزیز میں فرماتے ہیں۔یعنی دبو دند این یہود یا قبل از نزول ایں کتاب معترف و مقرنبوت این شخص و بزرگی اور بر جمیع انبیاء زیرا کہ دروقت جنگ وخوف شکست برخود یستفتحون یعنی طلب فتح ونصرت مے کردند۔از جناب الٰہی دمید انستند کہ نام او این قدر برکت دار د کہ بسبب ذکر آن وتوسل بآن فتح ونصرت حاصل میشود۔

(تفسیر فتح العزیز سورہ بقرہ)

ترجمہ : یہودی قرآن پاک کے نازل ہونے سے پہلے حضور اقدس ﷺ کی نبوت اور تمام انبیاء پر آپکی فضیلت کے معترف ومقر تھے۔اس لئے جنگ اور اپنی شکست کے خوف کے وقت جناب الٰہی سے حضور ﷺ کے نام کے ساتھ فتح ونصرت طلب کرتے تھے اور جانتے تھے کہ آپ ﷺ کا نام پاک اس قدر برکت رکھتا ہے کہ اس کے ذکر وتوسل سے فتح ونصرت حاصل ہوتی ہے۔

احادیث مبارکہ

(۱)دارمی نے اپنی مسند میں ابی الجوزا سے روایت کی کہ اہل مدینہ پر شدید قسم کا قحط پڑا۔لوگ ام المومنین رضی اللہ عنہا کی

خدمت میں شکایت لے کر آئے۔ ام المومنین نے فرمایا کہ جاؤ اور سید عالم ﷺ کی قبر مبارک کی چھت کو اوپر کی طرف سے گول دائرہ کی شکل میں پھاڑ دو تا کہ آسمان اور قبر کے درمیان چھت نہ رہے۔ ان لوگوں نے اسی طرح کیا۔ بارش برسی اور اتنی برسی کہ خوب گھاس اُگا، اونٹ اس طرح فربہ ہو گئے گویا کہ چربی سے پھٹے جاتے تھے۔ اسلئے اس برس کا نام ہی عام الفتق پڑ گیا۔

فائدہ: الفاضل المراغی نے کہا ہے کہ جب کبھی خشک سالی ہوتی ہے تو اہلِ مدینہ کا یہی طریقہ ہے۔ شیخ السمہودی المدنی نے کہا ہے کہ آج کل حضور ﷺ کی قبر شریف کا دروازہ کھول دیتے ہیں تا کہ وجہ مبارک نظر آئے اور یہی طریقہ ہے تو یہاں توسل بعد الممات ثابت ہوا۔ (وفاء الوفاء)

(۲) عن انس ان عمر بن الخطاب کان اذا قحطوا استسقیٰ بالعباس بن عبدالمطلب فقال اللھم انا کنا نتوسل الیک نبینا فتسقینا انا نتو سل الیک اللھم نبینا فاسقینا فیسقوا (رواہ البخاری)

(مشکواۃ فی باب الا ستسقاء)

فائدہ: اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ اصحاب کرام نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ پر وسیلہ پکڑا ہے اور خداوند کریم سے اس کے وسیلہ سے سوال کئے ہیں۔

اقوال الاولیاء والعلماء

امام شافعی علیہ الرحمہ نے فرمایا:

(۱) انی اتبرک باب حنیفة واجیئی الی قبرہ فاذا عرضت لی حاجة اتیت الیه وصلیت رکعتین وسالت اللہ عند قبرہ فتقفی سریعاً (مقدمہ الشامی، ص ۲۳)

میں امام ابو حنیفہ کی قبر پر تبرک حاصل کرتا ہوں اور ان کی قبر کو آتا ہوں جب مجھے کوئی حاجت پیش آئے تو امام صاحب کی قبر پر آکر قریب والی مسجد میں دو رکعت نماز ادا کرتا ہوں اور ان کی قبر پر اللہ تعالیٰ سے ان کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں تو میری حاجت جلد پوری ہوتی ہے۔

(۲) قال الامام الشافعی قبر موسیٰ الکا ظم تریاق مجرب الا جابة الدعاء (حاشیہ مشکوٰۃ فی باب زیارۃ القبور)

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ موسیٰ کاظم کی قبر پر دعا کرنا اجابت ہے ایسا ہے جیسا کہ سانپ سے زخم کھانے

والوں کیلئے تریاق مجرب ہے۔

(۳) قال حجۃ الاسلام محمد ن الغزالی من یستمد فی حیوٰہ یستمد بہ بعد مما تہ۔

جوکوئی کسی سے حیات میں امداد حاصل کرسکتا ہے تو اس سے بعد وفات بھی مدد حاصل کرسکتا ہے۔

تو ان تمام دلائل سے بعد الوفات توسل ثابت کیا اور صاف طور واضح ہو گیا۔ اگر ان دلائل کے باوجود شرک کہیں تو یہ بلا شبہ ظلم ہو گا۔

احادیث ابدال

قطع نظر دیگر دلائل کے ہمارے دعویٰ پر احادیثِ ابدال کافی ہیں۔ حدیث شریف میں ہے۔

الابدال یکونون بالشام وھو اربعون رجلا کلمامات رجل ابدال اللّٰہ مکانہ رجلا یسقٰے بھم الغیث وینقر بھم علی الاعداء ویصرف عن اھل الشام بھم العذاب۔ (مشکوٰۃ شریف)

ابدال شام میں رہتے ہیں یہ چالیس مرد ہیں جب ان میں سے کسی کا وصال ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ دوسرے کو اس کا بدل اور قائم مقام فرما دیتا ہے۔ ان ابدال کی برکت سے ابر کو سیرابی دی جاتی ہے یعنی ابر ان کی برکت سے بارش کرتا ہے اور دشمنوں پر انہیں کی مدد سے غلبہ حاصل ہوتا ہے اور انہیں کی برکت سے اہل شام سے عذاب دفع کیا جاتا ہے۔

فائدہ: یہ برکت کچھ اہل شام کے ساتھ خاص نہیں۔ حدیث شریف میں اہل شام کا ذکر قرب و جوار کی وجہ سے ہے کہ شام ان حضرات کا مقام ہے ورنہ انکی نصرت سے تمام عالم فائدہ اٹھاتا ہے بالخصوص جو ان سے استعانت اور طلب مدد کرے چنانچہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی اس حدیث کی شرح میں اشعۃ اللمعات میں فرماتے ہیں۔ وتخصیص باھل شام بہ وجہ تقرب وجوار و مزید ارتباط ایشان خواھد بود الابرکت ونصرت ایشان عالم راشامل است خصوصاً کسی کہ استنصار و استعانت کند از ایشان۔

وسیلۂ آدم

ہمارے نبی پاک ﷺ تو خود نسل انسانی کے اصل کے بھی وسیلہ ہیں۔ حدیث شریف میں ہے حاکم نے اپنی مستدرک میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جس وقت آدم علیہ السلام سے (بظاہر) خطا سرزد ہوئی تو حضرت آدم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی یارب اسئلک بحق محمد ﷺ ماغفرت لی۔ اے اللہ میں حضور اکرم ﷺ کے وسیلہ سے تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو مجھے بخش دے۔ فقال اللّٰہ یاآدم انہ لا حب الخلق الیّٰ اذا

سنلتی بحقه فقد غفرت لك ولو لا محمد لما خلقتك، تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

اے آدم میری تمام مخلوق میں جس کا وسیلہ تو نے دیا ہے مجھے بہت ہی زیادہ محبوب ہے۔
اگر محبوب (ﷺ) نہ ہوتے تو تجھے بھی پیدا نہ کرتا۔ یہ حدیث رجال البخاری کی طرف واضح ہے۔ اسی لئے اس کا انکار حقیقتِ اسلام کا انکار ہے۔

نابینا صحابی

امام بیہقی روایت کرتے ہیں کہ ایک نابینا صحابی حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔

فقال ادع اللّٰه تعالیٰ ان یعافینی قال رسول اللّٰه ﷺ ان شئت دعوت وان شئت صبرت لك فهو خير لك قال فادع اللّٰه فامره ان يتو ضا ويحسن وضوئه ويصلي ركعتين ويد عو بهٰذ ا الدعا اللهم انى اسئلك واتو جهه اليك نبيك نبى الرحمة يا محمد انى تو جهت بك الى ربى فى حاجتى فتقضى اللهم فشفعه فى وفى رواية قال ان كان لك حاجة فمثل ذالك قال عثمان بن حنيف فواللّٰه ما تفرقنا حتى دخل علينا الرجل كان لم يكن به ضررتا۔

ترجمہ : عرض کی اے اللہ کے رسول ﷺ میرے لئے خداوند تعالیٰ کے حضور میں دعا فرمائیں کہ مجھ کو شفا بخشے یعنی (بینا ہو جاؤں) حضور نے فرمایا کہ اگر تم بینائی کے لئے دعا کرانا چاہتے ہو۔ تو میں دعا کروں گا۔ اگر تم صبر کرلو تو وہ تمہارے لئے اچھا ہوگا۔ اس صحابی نے عرض کی کہ یارسول اللہ ﷺ آپ دعا فرمایئے۔ پھر حضور نے اس کو ارشاد فرمایا کہ اچھی طرح وضوء کر کے دو رکعت نماز نفل پڑھو۔ اور بعد از فراغت یہ دعا پڑھو:

''اے اللہ! میں تیرے دربار میں اپنا سوال اس طرح پیش کرتا ہوں کہ تیرے حبیب پاک جو کہ رحمۃ اللعالمین ہیں وسیلہ پیش کرتا ہوں۔ اور اے اللہ کے پیارے رسول ﷺ میں نے اپنی اس حاجت کے بارے میں آپکو اپنے رب کے ہاں وسیلہ بنایا ہے پس آپ پورا کردیں۔ اے میرے اللہ میری اس حاجت کے بارے میں ان کی ذات پاک کو شفیع بنادے۔ اور ایک روایت میں اس طرح وارد ہوا ہے کہ اگر تم کو کوئی حاجت پیش آجائے تو انہیں الفاظ سے دعا مانگو۔ حضرت عثمان بن حنیف فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس آدمی کو ہم سے رخصت ہوئے کچھ دیر نہیں گذری تھی کہ وہی شخص ہمارے پاس اس حالت میں واپس آیا کہ اس پر گویا بینائی کا عارضہ کبھی نہ تھا۔

توسل کا منکر کون؟

توسل استغاثہ، تشفع سے کسی نے انکار نہیں کیا۔ سلف اور خلف سوائے ابن تیمیہ کے چنانچہ شرح الجامع الصغیر للمناوی میں ہے: قال السبکی ویحسن التو سل والا ستغا ثة والتشفع بالنبی علیه السلام الی ربه ولم ینکر ذالك احد من السلف ولا من الخلف حتی جاء ابن تیمیة فانکر ذالك وعدل عن الصراط المستقیم وابتدع مالم یقله عالم قبله و صاربین الانام مثله ۔

تجربہ شرط ھے

فقہ کی معتبر متداول کتاب ردالمختار میں علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمۃ نے افادہ فرمایا۔

قرد الزیادی ان الانسان اذا ضاع له شی وارا دان یر ده اللّٰہ سبحانه علیه فلیقف علی مکان عال مستقبل القبلته ویقراء الفاتحة ویهدی ثوابها للنبی ﷺ ثم یهدی ثواب ذالك لسیدی احمد بن علوان ویقول یا سیدی احمد یا ابن علوان ان ترد علی رضا لتی ولا نز عتك من دیوان الا ولیاء خان اللّٰہ تعالیٰ یرد علی من قال ذالك ضالته ببرکة اجهوری مع زیادہ کذا فی حاشیة شرح المنهج للروادی رحمة اللّٰہ الا منه ۔ (ردالمختار جلد سوم)

یعنی زیادی نے بیان کیا کہ جب آدمی کی کوئی چیز گم ہوجائے اور وہ چاہے کہ خدا اس کو واپس دلادے تو ایک بلند جگہ پر قبلہ رو کھڑا ہوکر فاتحہ پڑھے اور اس کا ثواب حضور نبی کریم ﷺ کو ہدیہ کرکے سید احمد ابن علوان رحمۃ اللہ علیہ کو پہنچائے۔ اور کہے کہ اے سید احمد اے ابن علوان اگر میری گمی ہوئی چیز تم نے واپس دلادی تو خیر ورنہ میں تمہارا نام دفتر اولیا سے کٹوادوں گا اس عمل سے برکت ان ولی کے اللہ عزوجل وہ گمی ہوئی چیز واپس دلادے گا۔

وسیلہ متعلقات

ام المؤمنین نے نبی علیہ السلام کے بال مبارک سے بھی توسل پکڑا ہے۔

وعن عثمان بن عبداللّٰہ بن موهب قال ارسلنی اهلی الی ام سلمة بقدح من ماء وکان اذا اصاب الانسان عین او شیئی بعث الیها مخضبه فاخر جت من شعر رسول اللّٰہ ﷺ وکانت تمسکه فی جلجل من فضة فخضخضة له فشرب منه قال فاطلعت فی الجلجل فرایت شعرات حمرا

(رواہ البخاری مشکوٰۃ فی باب الطب والرقی)

ایک بزرگ حضرت عثمان نے فرمایا کہ مجھے میرے گھروالوں نے ام المؤمنین اُمِ سلمٰی رضی اللہ عنہا کے ہاں پانی کا پیالہ

دے کر بھیجا کیونکہ ہمارے ہاں کوئی بیمار ہوتا تو بی بی صاحبہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کے بال مبارک شیشی سے نکال کر پانی کو متبرک کر دیتیں اور اسے ہمارے بیماروں کو پلایا جاتا تو وہ تندرست ہو جاتے تھے۔ میں نے جھانک کر دیکھا تو وہ بال مبارک سرخ تھا۔ (مہندی کی وجہ سے)

فائدہ : اس حدیث شریف میں توسل بالمتعلقات کے علاوہ تبرکات کا ثبوت بھی ہے۔

صحابہ کرام تا حال جملہ اہلِ اسلام نہ وسیلہ سے کسی کو انکار ہے نہ تبرکات سے۔ لیکن افسوس کہ ابنِ تیمیہ کی تقلید کے غلبہ نے بعض مُدعیانِ اسلام کو اس مقدس عمل سے محروم کر دیا۔ اللہ تعالیٰ اہلِ اسلام کو اپنے اسلاف کے عقائد و معمولات پر پابند رہنے کی توفیق بخشے۔ (آمین)

ھذا آخر ما رقمہ القلم الفقیر القادری

ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

بہاول پور۔ پاکستان

۲۶ جمادی الاوّل ۱۴۰۹ھ بمطابق ۵ جنوری ۱۹۸۹ء

جمعرات ساڑھے دس بجے صبح